حسد اور بغض

خرم مراد

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ''اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ'' اَوْ قَالَ ''اَلْعُشْبَ''

(سنن ابی داؤد، جلد چہارم، کتاب الادب)

باسمہ

ہم سب اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے نبی کریمؐ نے کچھ چیزوں کا حکم دیا ہے اور کچھ چیزوں سے روک دیا ہے۔جن کا حکم دیا گیا ہے وہ فرائض میں داخل ہیں اور جن سے روک دیا گیا ہے وہ حرام چیزوں میں داخل ہیں۔عام طور سے کھانے پینے اور دوسرے معاملات میں ہم حلال و حرام سے اچھی طرح واقف ہیں۔شراب حرام ہے، سور کا گوشت حرام ہے، زنا حرام ہے، ان سب چیزوں سے ہم بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔نماز، روزہ فرض ہے، ان کے احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے یا جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کا تعلق صرف کھانے پینے اور عبادات سے نہیں ہے،بلکہ ان کا تعلق زندگی کے ہر دائرے سے ہے۔لوگ عبادات اور کھانے پینے میں حرام و حلال کی حدود سے واقف بھی ہوتے ہیں اور اس پر عمل کی کوشش بھی کرتے ہیں،لیکن اخلاق اور معاملات میں اور زندگی کے دوسرے دائروں کے اندر بھی اسی طرح چیزیں حلال اور حرام کی گئی ہیں، ان کی لوگ عموماً فکر نہیں کرتے۔

جو چیزیں حرام کی گئی ہیں ان میں سے ایک ''کبر'' ہے یعنی اپنی بڑائی کا احساس، اور دوسروں کو حقیر اور کم تر جاننا۔گفتگو میں اور معاملات و تعلقات میں اس کے بہت سارے مظاہر مال و دولت کی وجہ سے اور زبان و نسل ورنگ کی وجہ سے سامنے آتے ہیں۔دراصل سارے گناہوں کی پہلی جڑ کبر ہے۔اپنے آپ کو بڑا

سمجھنے کی وجہ سے آدمی حق بات ماننے سے انکار کرتا ہے، حق کو سننے سے انکار کرتا ہے۔ نصیحت اس کو بری لگتی ہے اور وہ بے شمار برائیوں میں گھرتا چلا جاتا ہے۔
دوسری برائی جو زندگی کے بے شمار اعمال و افعال میں خرابی کی جڑ کی حیثیت رکھتی ہے اور جس کو خود قرآن کریم میں بہت سارے بالواسطہ اشاروں سے منع کیا گیا ہے اور نبی کریمؐ نے بہت واضح طور پر منع کیا ہے، حسد ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو ایندھن بنا کر چند منٹوں میں راکھ کر دیتی ہے۔

دوسری جگہ اس بات کو واضح حکم دے کر منع کیا گیا ہے۔ بخاری، مسلم، مؤطا اور جامع ترمذی میں بھی ایک روایت ہے جس میں مسلمان کو بہت سی چیزیں نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ وہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وَلَا تَحَاسَدُوْا۔ اس میں نہی کا صیغہ ہے، یعنی منع کیا جا رہا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ حسد مت کرو۔ کیوں کہ حسد آدمی کے دل کے لیے اور اس کے نیک اعمال کے لیے اور عبادات کے لیے اور برے اچھے اعمال کے لیے جو آدمی جمع کرتا ہے، ان سب کے لیے مہلک ہے۔ نیک اعمال کبر، حسد اور اس قسم کی بیماریوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: میں تمھارے اندر انھی برائیوں کو ظاہر ہوتا دیکھتا ہوں جو برائیاں تم سے پچھلی قوموں کے اندر ظاہر ہوئی ہیں اور وہ ہیں اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَالْکِبْرُ، حسد، ایک دوسرے سے دشمنی پالنا اور کبر۔ آپؐ نے فرمایا: دشمنی اور کینہ حسد ہی کا نتیجہ ہے اور حسد استرے کی طرح ہے۔ یہ بال نہیں مونڈتا، پورے دین کو مونڈ کر صاف کر دیتا ہے: لایحلقُ الشعر ولکن یحلقُ الدین۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ کسی بھیڑوں کے گلے میں ان دو بھیڑیوں سے زیادہ کوئی خطر ناک

بھیڑیے نہیں ہیں کہ جو چھوڑ دیے جائیں تو ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ایک بھیڑیا مال کی حرص ہے اور دوسرا حسد۔یہ دو چیزوں تعلقات خراب کرتی ہیں اور لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد پیدا کرتی ہیں، نیز خون بہانے پر،مال کھانے پر ایک دوسرے کو گالی دینے پر اور حق مارنے پر ابھارتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتایا ہے کہ انسان کی زندگی کی بہتری کی بنیاد کیا ہے اور خرابی کی جڑ کیا ہے۔آدمی کس طرح اصلاح کی طرف آسکتا ہے اور کس طرح خرابیوں میں پڑ سکتا ہے۔حضرت آدم وابلیس کے واقعے میں کبر کا مظاہر ہ سامنے آتا ہے۔شیطان نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں، میں اسے کس طرح سجدہ کروں؟ اس پر اس نے اللہ کی نافرمانی کی: تونے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔اس میں جہاں کبر ہے، حسد بھی ہے۔جس کو مٹی سے پیدا کیا اس کو اللہ نے یہ مقام کیوں دیا کہ مجھ سے اور سب سے کہا کہ اس کے آگے جھک جاؤ۔یہ صرف اپنی بڑائی کا احساس نہیں ہے، اپنے مقابلے میں دوسرے کو بڑا دیکھ کر، دوسرے کی کوئی اچھائی یا نعمت دیکھ کر اس پر غصہ اور ناراضی بھی ہے۔وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کو یہ چیز حاصل نہ ہو۔اگر حاصل ہوگئی ہے تو میں اس سے چھیننے کی کوشش کروں گا۔دائیں سے، بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے آؤں گا اور گھات لگا کر بیٹھوں گا اور جتنا بھی میں ان لوگوں کو گمراہ کرسکوں گا اور جنت سے نکال کر جہنم میں ڈال سکوں گا،اس کے لیے کوشش کروں گا، اس میں کوئی کمی نہ کروں گا۔

ایک بزرگ نے کہا کہ سب سے پہلی چیز کبر ہے،اس لیے کہ شیطان کبر کی وجہ سے برائی میں داخل ہوا۔دوسری چیز آدمی کا لالچ ہے، کیونکہ آدمؑ نے لالچ کی وجہ سے پھل کھایا اور جنت سے نکالے گئے۔اور تیسری چیز آدمی کا حسد ہے، کیوں کہ دنیا میں سب سے پہلا خون حسد کی وجہ سے ہوا۔قابیل کو ہابیل سے حسد ہوا کہ اس کو وہ چیز کیوں مل رہی ہے جو مجھے نہیں مل رہی۔اس نے چاہا کہ یہ اس کو نہ ملے۔اسی بات نے اسے پہلے خون پر آمادہ کیا۔

یہ حسد بنیادی چیز ہے جو بہت سارے برے اعمال، اخلاقی برائیوں اور انسانوں کے ساتھ تعلقات میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ جو کفارِ قریش اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حق اور ہدایت کی مخالفت پر آمادہ تھے، ان کو بھی دراصل اس بات کا حسد تھا کہ نبوت بنو ہاشم میں کیسے چلی گئی۔اس لیے اس کو ماننے سے انھیں انکار تھا۔ یہودیوں کو بھی اس بات کا حسد تھا کہ نبوت اور رسالت کی وہ نعمت جو بنی اسرائیل میں مسلسل چلی آرہی تھی، وہ اسحٰقؑ کے بھائی اسماعیلؑ کی نسل میں کیوں منتقل ہوگئی۔ ان کو اپنے دین پر، اپنی ہدایت پر، اپنی تورات پر، انبیا پر، اپنی تاریخ پر، اللہ تعالیٰ نے ان پر جو خصوصی احسانات کیے تھے، ان سب پر بڑا ناز تھا۔جب انھوں نے دیکھا کہ یہ سب چھین کر دوسروں کو دیا جا رہا ہے تو حسد ان کے قبول حق کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔قرآن مجید نے اس طرف بار بار اشارہ کیا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث میں حسد سے بہت شدت سے روکا گیا ہے اور اس کے نقصانات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔حسد کی حقیقت کیا ہے، اور اس کے معنی کیا ہیں، یہ بات نبی کریمؐ کے مختلف ارشادات سے واضح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد یہ ہے کہ اگر کسی اور بھائی کو کوئی نعمت حاصل ہو تو وہ آدمی کو بری لگے۔صرف بری نہ لگے بلکہ وہ یہ چاہے کہ یہ اس سے چھن جائے۔ یہ دو چیزیں جب جمع ہوں تو حسد بنتا ہے۔صرف برا لگے اور یہ آدمی کے دل میں رہے تو یہ اگرچہ برائی ہے،لیکن کیونکہ دل قابو میں نہیں ہوتا، وسوسے قابو میں نہیں ہوتے، اس لیے مواخذہ نہیں۔طبعی طور پر آدمی کے دل میں غصہ بھی آتا ہے،نفرت بھی پیدا ہوتی ہے، حسد کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے لیکن یہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔لیکن جب اس کو برا لگے اور برائی کی آگ میں جل کے وہ یہ چاہے کہ اس سے چھن جائے اور پھر دوسری بے شمار برائیوں کے راستے پہ جا نکلے، اس سے اپنے دل کے اندر دشمنی پال لے، میل رکھے(جس میل کو رکھنے سے منع کیا گیا ہے کہ مسلمان کا سینہ دوسرے مسلمان کے لیے صاف ہونا چاہیے)۔اگر دل کے اندر عناد، دشمنی، بغض

یہ سب میل کچیل ہے تو اس سے منع کیا گیا ہے۔ایک مشہور حدیث ہے کہ حضور پاکؐ نے اپنے ایک صحابیؓ سے کہا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم صبح اس طرح کرو اور شام اس طرح کرو کہ کسی دوسرے مسلمان کی طرف سے تمھارے دل میں کوئی خلش نہ ہو، کوئی دھوکہ نہ ہو،تم اس کے خلاف سوچ نہ رہے ہو، اس کے خلاف کوئی تدبیر نہ کر رہے ہو تو ایسا کرو، اس لیے کہ یہ میری سنت ہے۔جس نے میری سنت کی پیروی کی اس نے دراصل مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، میں بھی اس سے محبت کروں گا اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

انسانی تعلقات جب بھی بگڑتے ہیں وہ بنیادی طور پر دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کی وجہ سے اور حسد اور دشمنی کی وجہ سے بگڑتے ہیں۔اسی کی وجہ سے آدمی غیبت کرتا ہے، برا چاہتا ہے،موقع ملتا ہے تو ذلیل کرتا ہے،ایک دوسری حدیث میں تعلقات کی خرابی کے لیے جو دشمنی کی وجہ سے بگڑ جائیں،یہی کہا گیا ہے کہ یہ بھی فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ،آپس کے تعلقات میں فساد اور بگاڑ ہے۔ایک اور حدیث میں اِفْسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ، لوگوں کے درمیان خرابی پیدا کرنے کو کہا گیا کہ یہ بھی ایک استرا ہے اور اس سے بھی دین کا صفایاہو جاتا ہے۔تعلقات کی خرابی اور بگاڑ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ان سب کا صفایا کر دیتا ہے۔

حسد کی حقیقت کے بارے میں ایک بات اور یہ ہے، کہ یہ ضروری ہے کہ آدمی کو برا لگے اور یہ چاہے کہ وہ اس سے چھن بھی جائے۔لیکن اگر ایسی چیزیں جو اللہ کو پسند ہیں، نیک اعمال ہیں، اور کسی کو دیکھ کر آدمی کا دل چاہے کہ میں بھی ایسا ہی ہو جاؤں تو یہ تو اللہ کو بہت محبوب ہے۔ایک حدیث ہے کہ سوائے دو آدمیوں کے کسی سے حسد کی اجازت نہیں ہے۔ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔اگر آدمی کے دل میں خواہش آئے کہ میرے پاس بھی مال ہو اور میں بھی اس کو اس طرح اللہ کی راہ

میں خرچ کروں تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بھی ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب،دین، رسول کی سنت کا علم دیاہو اور وہ اس کو دوسروں تک پہنچائے،اس جیسا بننے کی خواہش بھی حسد نہیں ہے، بلکہ جائز اور مطلوب ہے۔

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر آدمی دنیا کے بارے میں چاہے کہ اس آدمی کے پاس جیسا مکان اور جیسی دولت،عزت،شہرت ہے،یہ مجھے بھی حاصل ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فی نفسہ آدمی کا اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش کرنا کہ مجھے بھی دولت مکان،عزت عطا فرما،اس میں کوئی چیز اللہ کے نزدیک نا پسند یدہ نہیں ہے۔ یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔لیکن یہ ناپسندیدہ اسی وقت ہے جب آدمی اسی کے اندر ڈوب جائے۔وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے میں دوسروں سے آگے بڑھنے کے لیے، غلط کاموں پر بھی اُتر آئے۔اگر آدمی یہ چاہے اور اللہ سے دعا بھی کرے کہ جیسا مکان اس کے پاس ہے ویسا مکان میرے پاس بھی ہو، اور جیسی دولت اس کے پاس ہے ویسی میرے پاس بھی ہو، دنیا کے اندر جیسی کامیابی اسے مل رہی ہے مجھے بھی ملے،جتنی عزت اور شہرت اس کے پاس ہے اتنی عزت اور شہرت میرے پاس بھی ہو تو یہ فی نفسہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ نہیں ہے۔اس لیے کہ دنیا کی طرف انسان کی رغبت اللہ تعالیٰ نے خود انسان کی فطرت میں رکھی ہے۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ (اٰلِ عمران۳:۱۴) ”لوگوں کے لیے مرغوبات نفس...عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے،مویشی اور زرعی زمینیں...بڑی خوش آیند بنادی گئی ہیں“۔ان چیزوں کی خواہش تو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔اس کے بغیر تو نہ اس کا امتحان ہو سکتا ہے، نہ وہ امتحان میں کامیاب ہوکے جنت حاصل کر سکتا ہے، اور نہ انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی ہو سکتی ہے۔

لیکن فرمایا کہ اس سے بہتر بھی کوئی چیز ہے۔کیا میں تمھیں اس کی خبر نہ

دوں۔اصل مقصود تو اللہ کی رضا اور جنت ہونی چاہیے۔اگر آدمی پر دنیا کی خواہش اتنی غالب آجائے کہ وہ یہی سوچتا رہے کہ اس کے پاس جیسا مکان ہے ایسا ہی میرے پاس ہو،تو یہ چیز خرابی اور فتنے کی جڑ ہے۔ اس لیے اس سے آدمی جتنا بچے اچھا ہے۔ اپنی دنیا کے لیے کوشش کرنا منع نہیں ہے۔اگر آدمی جائز ذرائع کے ساتھ حدود کے اندر رہتے ہوئے اللہ کا حق ادا کرتے ہوئے کوشش کرے تو یہ پسندیدہ ہے۔لیکن جب آدمی دوسرے کو دیکھ کر مقابلے پر آکر کہتا ہے کہ وہ آگے بڑھے گا اور پھر جائز ونا جائز کی تمیز کے بغیر کوشش کرتا ہے تو یہ دنیا کے اندر وہ دلچسپی ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔

حسد کا سبب بھی قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے۔سب سے پہلی وجہ تو یہی ہوتی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بڑی شے سمجھے۔جب وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے بھی میری طرح ہو رہے ہیں، ان کو مجھ سے زیادہ مل رہا ہے تو اس کے دل میں برائی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو یہ بہت سخت ناگوار ہوتا ہے۔اس کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ ان سے چھن جائے۔ مجھے سب کچھ ملے مگر ان کو کچھ نہ ملے۔ یہ اپنی بڑائی کے احساس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

آپ غور کریں کہ ہم نے ان چیزوں کی جن سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے، جو ترتیب قائم کی ہے اور جو دل اور عمل دونوں سے تعلق رکھتی ہے، ان میں سے بنیادی چیز "کبر" یعنی اپنے بڑے ہونے کا احساس ہے۔حسد کا پہلا سبب یہی ہے کہ آدمی کے اندر "کبر" ہو۔ اس کے بعد اگر کسی سے دشمنی ہو جائے،کوئی تکلیف یا ایذا پہنچائے،کوئی حق مارے،کسی وجہ سے بھی دشمنی ہو سکتی ہے، بے بنیاد بھی ہو سکتی ہے، جب دشمنی ہوتی ہے تو اپنے دشمن کی کوئی بھی چیز دیکھ کر آدمی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نعمت اس کو حاصل نہ ہو اور یہ اس سے چھین لی جائے۔ اسی لیے اکثر احادیث میں عداوت اور حسد کو جمع کیا گیا ہے، یعنی دشمنی پیدا ہو جائے تو وہ حسد کی طرف لے کر جاتی ہے۔حسد پیدا ہو

جائے تو وہ دشمنی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ان دونوں کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب آدمی کسی کو اپنا دشمن سمجھ لے تو اس کی ہر اچھی چیز اس کو ناگوار لگتی ہے۔ دشمنی کے پیدا ہونے کا سبب صرف یہ نہیں ہے کہ کسی نے آپ کا کوئی حق مارا ہے، دشمنی پیدا ہونے کے تو بے شمار اسباب ہو سکتے ہیں۔

پھر اپنی عزت کا معاملہ بھی ہوتا ہے۔ دوسرے شخص کو آگے جاتا دیکھ کر وہ سمجھتا ہے کہ میری عزت پر حرف آرہا ہے۔ جب کسی دوسرے کو دیکھ کر عزت پر حرف آنے لگے کہ اس کو حیثیت،مرتبہ اور دولت حاصل ہو رہی ہے، تو پھر آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس سے یہ چھن جائے اور یہ چیز بھی مجھ کو مل جائے، یا مجھ کو نہ ملے تو کم از کم اس سے ضرور چھن جائے۔

حسد کا ایک سبب دنیا کی محبت بھی ہے۔یہ بہت ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ اسی طرح حرص ہے۔حدیث میں ان دونوں چیزوں کو ساتھ جمع فرمایا ہے کہ جہاں پر مال کی حرص ہوگی اور اس کے ساتھ حسد ہوگا تو یہ بھی نیکیوں کو کھا جائیگا۔

اس طرح مختلف اسباب کی وجہ سے آدمی کے اندر حسد پیدا ہوتا ہے۔اور وہ برائیوں کے راستے پہ نکل کھڑا ہوتا ہے۔آدمی کی فطرت میں اور اس کے کردار و اعمال میں یہ برائیاں مختلف طریقے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے دل کے اندر جو جلن اور غم ہوتا ہے وہ تو اپنی جگہ،لیکن اس سے آگے بڑھ کے آدمی پھر وہ کام کرنے لگتا ہے جن میں ایک ایک کو اللہ اور اس کے نبیؐ نے ناپسند یدہ ٹھرایا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد کے ساتھ جو بہت سی برائیاں جمع کی ہیں وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ آدمی جب دوسرے کی برائی کی ٹوہ لیتا ہے کہ اس میں کیا کیا برائی اور خامی ہے، تجسس کرتا ہے تو یہ بھی ہوتا ہے کہ جب وہ کسی کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا ہے کہ اس کے پاس مال ہے، عہدہ ہے، عزت و شہرت ہے، اس کا خاندان اچھا ہے تو اس کے دل میں حسد پیدا ہو جاتا ہے

اور پھر وہ اس فرد میں خرابیاں اور برائیاں تلاش کرنے لگتا ہے۔سوچنے لگتا ہے کہ کیا کیڑے میں اس میں نکال سکتا ہوں جو دوسروں کے سامنے بیان کر کے ان کی نظروں میں اسے گراسکوں۔ ٹوہ لگانا، تجسس کرنا، باقاعدہ جاسوسی کرنا، ان سے منع فرمایا گیاہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا، اور تجسس نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ برائیوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور ان کو بیان نہ کرو۔

غیبت کے اندر بھی دوسرے اسباب کے علاوہ ایک سبب حسد ہوتا ہے۔ آدمی کسی کی برائی پیٹھ پیچھے اس لیے کرتا پھرتا ہے کہ کسی طرح دوسروں کی نگاہوں میں اس کو گرائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ بڑا معزز بنا پھرتا ہے، لوگ اس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں، اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں،تو اس کو کسی طرح لوگوں کی نظروں میں گرایا جائے۔ چنانچہ وہ اپنی دشمنی کے انتقام کے لیے، اپنے نفس میں مخفی عداوت کی خاطر ان برائیوں کو بیان کرتا پھرتا ہے۔غیبت تو سود کھانے سے بھی بڑا گناہ ہے اور بعض احادیث کے مطابق زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔قرآن نے اس سے روکا ہے اور اسے اپنے بھائی کا مردار گوشت کھانے کے مترادف ٹھہرایا ہے۔ غیبت جیسا بڑا جرم بھی حسد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

آدمی جس سے حسد کرتا ہے اسے نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے۔ گفتگو میں تمسخر، گالی کا استعمال اور ایسا برتاؤ کرنا جس سے اس کو تکلیف پہنچے اور حاسد کی حسد کی آگ میں ٹھنڈک پڑے، ان ساری برائیوں میں وہ حسد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر برائی نیکیوں کو کھانا شروع کر دیتی ہے۔قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے سامنے مظلوم اپنے دعوے لے کر کھڑے ہو جائیں گے تو وہاں ظالموں کے پاس اپنے نیک اعمال کے سوائے کوئی کرنسی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر دعویدار کو اس پر کیے گئے ظلم کا قصاص ضرور دے گا۔ یہ وہ اس طرح دے گا کہ نیکیاں لیتا جائے گا اور دعویداروں کے حوالے کرتا جائے گا۔اگر اس کے بعد بھی ان کے دعوے پورے نہیں ہوں گے تو دعویدار مظلوموں کے گناہ لے کر ظالم کے

سر ڈال دے گا۔ وہ اپنے گناہ بھی سمیٹے گا، دوسروں کے گناہ بھی سمیٹے گا اور جہنم میں جا گرے گا۔حاسد کا یہ حشر ہوتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اگر حسد کی آگ دل کے اندر جل اٹھے تو یہ محبت، شفقت، انصاف اور وہ ساری نیکیاں جو دل کے اندر ہونا ضروری ہیں، ان سب کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

پھر ان اعمال کا ذکر ہے جو نیکیوں کو برباد کرنے والے ہیں۔اسی لیے حسد کو استرا بھی کہا گیا ہے۔حسد سے کینہ اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔جب کینہ اور دشمنی پیدا ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں آدمی وہ کام کرتا ہے جو اعمال کو صاف کردیتے ہیں۔ اسی لیے اس کو بھیڑیا کہا گیا ہے۔جس طرح بھیڑیا گلے کے اندر داخل ہو کر اس کا صفایا کرتا ہے، اسی طرح حسد اگر داخل ہو جائے تو اعمال کا بھی صفایا کرتا ہے اور آپس کے اعتماد، محبت اور یگانگت کو بھی ختم کر دیتا ہے۔احادیث میں جن تمثیلات اور تشبیہات کے ذریعے حسد سے روکا گیا ہے، وہ سب کی سب اپنی جگہ بڑی بامعنی ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حسد کا علاج کیا ہے۔ہمیں اس بات کو اس طرح سمجھ لینا چاہیے اور ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جس کام کے لیے اللہ کے رسولؐ نے صاف صاف حکم دیا ہے کہ یہ اسی طرح حرام ہے جس طرح شراب پینا حرام ہے، وہ ہمارے لیے اسی طرح حرام ہے۔شراب تو ظاہر میں موجود ہے، آدمی جام اٹھائے گا،شراب پی لے گا تو حرام کا ارتکاب کرے گا۔اس لیے ہم اس سے رکے رہتے ہیں،لیکن حسد ایک غیر محسوس چیز ہے۔اسی طرح غیبت ہے۔لیکن یہ چیزیں معاملات میں اور اخلاق میں اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ کھانے پینے میں یہ چیزیں حرام ہیں۔کوئی بھی ایمان دار آدمی یہ نہیں سوچے گا کہ میں اس حرام کا ارتکاب کروں۔دراصل ان چیزوں کی حرمت عموماً محسوس نہیں ہوتی۔بڑے بڑے دیندار لوگ اور علما بھی ان میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔دین اور نیکی کے ساتھ کبر اور

حسد کا داخل ہونا بڑا اغلب ہے اور اس کا بڑا امکان ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ چھ آدمیوں کو اللہ حساب کیے بغیر ہی جہنم میں ڈال دے گا، یعنی وہ جرم اتنا بڑا ہے کہ اگر حساب نہ بھی کیا جائے تو وہ اس کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔ ان میں پہلا ظالم حکمران ہے۔ اگر حکمران ظالم ہو تو وہ لازماً اتنے گناہ کرے گا کہ اگر ان کا باقاعدہ حساب نہ بھی کیا جائے تو بھی اس کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ان چھ میں آخری وہ عالم ہے جس کے اندر حسد کی بیماری موجود ہو۔اگر کسی دوسرے کو تقریر کے لیے زیادہ بہتر موقع دیا جائے تو اس کا دل جلنے لگتا ہے۔ اسٹیج سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ماتھے پر تیوری چڑھ جاتی ہے۔کسی دوسرے کو اگر اسٹیج پر لاکر پہلے بٹھا دیا جائے، دوسرے کا احترام اگر پہلے کیا جائے تو برائی دل کے اندر پیدا ہوتی ہے۔جس عالم کے اندر حسد کی بیماری ہو، وہ لازماً اتنے گناہوں کا ارتکاب کرے گا کہ حدیث کی رو سے اگر بغیر حساب کے بھی اسے جہنم میں ڈال دیا جائے تو انصاف کے منافی نہیں ہوگا۔

حسد کا پہلا علاج یہ ہے کہ آدمی ہر بات کو جانے اور سمجھے اور عمل اور کوشش سے اور ریاضت اور مجاہدے سے اس بیماری کو اپنے دل سے نکال دے۔ اگر شراب کی عادت کسی کو پڑی ہوئی ہے تو اس کی دوا کوئی وظیفہ یا نسخہ نہیں ہے۔گناہوں کو ترک کرنے کا طریقہ اپنے ارادے اور کوشش کے سوا کوئی نہیں ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ ایسا کوئی نسخہ بتائیے کہ یہ کام ہو جائے، تو اپنے کیے بغیر تو کوئی کام نہیں ہوتا۔ جتنا آدمی کے اختیار میں ہے اتنا وہ کرے۔اگر آدمی کے دل میں تنگی پیدا ہوجائے تو اس پر کوئی مواخذ ہ نہیں ہے۔لیکن اس تنگی کو پالنا، دشمنی میں بدلنا، کوئی ایسی بات کہنا، کوئی ایسا عمل کرنا، اپنی زبان سے کہنا، اپنے ہاتھ سے عمل کرنا، یہ اختیار میں ہے، اس پر مواخذہ ہوگا۔لہٰذا پہلی بات : صحیح سوچ اور ارادہ ہے، اس کے بعد: مجاہدہ، ریاضت، محنت، جس سے کہ یہ برائی دور ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی کسی سے حسد کرتا ہے تو جیسا کہ کسی بزرگ

نے فرمایا کہ آدمی اس کا نہیں اللہ کی نعمت کا دشمن ہوتا ہے، اس لیے کہ جو کچھ اس کو ملا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ملا ہے۔دنیا میں جس کو جو کچھ مل رہا ہے، وہ اللہ کی طرف سے مل رہا ہے۔اگر اتنی بات ہی ذہن میں راسخ ہو جائے کہ جو بھی میرے دوست کو دشمن کو ملا ہے، برابر والے کو ملا ہے، دوسری عورت کو ملا ہے تو یہ اللہ کا عطا کردہ ہے۔ اللہ کی بخشش کو غلط سمجھنا، اس پر دل تنگ ہونا، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔اللہ تو انصاف کے ساتھ دے رہا ہے، برکات و بخشش کے ساتھ دے رہا ہے۔ اللہ کی نعمت سے دشمنی کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا ہے۔یہ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

حسد دراصل اللہ کی تقسیم پر ناراضی کا ظہار ہے۔کوئی شخص بندے سے تو ناراض ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کے دل میں ایمان ہے وہ اللہ سے ناراض نہیں ہوسکتا۔ اگر دینے والا اللہ ہے تو اس سے ناراضی کیسی۔نبی کریمؐ نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ کسی دل میں اور کسی سینے میں حسد اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے۔ جب یہ ایمان ہو کہ خدا کی بخشش میں کوئی چیز غلط نہیں ہوسکتی تو پھر حسد نہیں پیدا ہو سکتا۔

اگر میں حسد کرتا ہوں تو میں اپنی آگ میں جلتا ہوں۔میرے دل کے اندر بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے، ڈپریشن کی بیماری ہوتی ہے اور میں نفسیاتی طور پر ایک کڑھن کے اندر مبتلا رہتا ہوں۔ اب میں اسی آگ میں جلتا رہوں کہ کسی سے اس کا رتبہ اور ہر شے چھین لوں۔یہ حسد رشتوں کے اندر بھی ہوتا ہے، بیوی کو بھی ہوتا ہے کہ شوہر کی توجہ دوسری طرف زیادہ کیوں ہوگئی۔اس کی وجہ سے اولاد اور والدین کے درمیان کتنے فتنے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا حاصل، رنج والم کے اندر مبتلا رہنے کے علاوہ اور کیا ہے۔

جس کسی آدمی کے بارے میں یہ احساس پیدا ہو، آدمی اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ! اس کو تو اور عطا فرما۔ اپنے دل پر جبر کر کے اس

کے لیے دعا کرے۔کسی مجلس میں اگر اس کی تعریف کرنا ہو تو اپنے دل پر جبر کرکے اس کی تعریف کرے، اس کی برائی کی بات نہ کرے اور کہیں برائی کی بات زبان پر آئے بھی تو اس کی اچھائی بیان کرے۔ایک طرف اللہ کے اوپر ایمان رکھے کہ دنیا و آخرت میں اس کے انجام کو سوچے، اس کی تعریف کرے، اس کی اچھائی بیان کرے،اس کی شکل کو اپنے ذہن میں لا کر اس کی بخشش کی دعا کرے۔ آدمی جس کا دشمن ہو اس کے لیے دعائے خیر کرے۔ اس کو معاف کرنا بڑا مشکل کام ہے کہ یقیناً یہ آسان کام نہیں لیکن جو درخت زمین کے اندر گڑا ہوا ہو، آپ چاہیں اور دعا کریں کہ وہ گر جائے تو وہ نہیں گرے گا، اس کے لیے کھودنا پڑے گا اور محنت کرنا پڑے گی۔ حسد اور بغض جیسی صفات جو دین کو برباد کر کے رکھ سکتی ہیں، ان کا علاج یہی جدوجہد ہے۔

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے،اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ،اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ،اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو ایندھن بنا کر چند منٹوں میں راکھ کر دیتی ہے۔

❀❀❀